اُستاد کی عظمت میں، عظمت ہے زمانے کی

کسی بھی انسان کی کامیابی کے پیچھے اچھے استاد کی بہترین تربیت کارفرما ہوتی ہے۔خوش قسمت ہوتے ہیں وہ لوگ جن کو زندگی میں اچھے استاد ملتے ہیں۔ بچے سے لے کرایک کامیاب فرد تک سارا سفر اساتذہ کا مرہون منت ہوتا ہے۔ وہ ایک طالب علم میں جس طرح کا رنگ بھرنا چاہیں بھر سکتے ہیں۔اساتذہ قوموں کی تعمیر میں بڑا اہم کردار ادا کرتے ہیں ایک قابل معلم ہی مستقبل کی نسل کا سرپرست،قوم کا معمار اور مرکزی شخصیت کا حامل ہوتا ہے۔ وقت اور حالات کے ساتھ بہت سی چیزیں بدل جانے کے باوجود طلبا اور اساتذہ کا نہ تو رشتہ بدلا ہے اور نہ ہی طلبا کی زندگی میں اساتذہ کا اہم کردار ادا کرنے کی حقیقت بدلی ہے۔ ایسے میں جو استاد اپنے طالب علم کی جتنی فکر کرے، ان کے جتنا کام آئے اور ان کی رہنمائی کا فریضہ جتنے بہتر طور پر ادا کرے گا، اس سے طالبِ علم کے دل میں استاد اور شاگرد کا تعلق اسکول اور کالج تک محدود نہیں رہ جاتا بلکہ دائمی بن جاتا ہے۔ وہ صرف طلباء کو کتابی اسباق پڑھا کر دست بردار نہیں ہوجاتے بلکہ طلبا کی ہمہ ترقی کا ضامن بھی ہوتے ہیں۔ایک طالب علم اور استاد کا رشتہ ایک دوست اور راز دار کا بھی ہونا چاہیے، تاکہ اُن میں بلاجھجک علم کا تبادلہ ہوتا رہے۔

ایک طالب علم کی ذمہ داری اس لیے بھی بڑھ جاتی ہے کہ اس نے جو علم اپنے اساتذہ سے حاصل کیا ہے اسے دنیا میں پھیلانا ہے اور ان کے بتائے گئے راستوں کو دنیا کے سامنے واضح کرنا ہے۔اس میں کچھ شک نہیں کہ استاد کا مقام کسی بھی معاشرے میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے، کیونکہ کسی بھی قوم کا مستقبل اس قوم کے استاد کے ہاتھ میں ہوتا ہے۔ استاد ہی قوم کو تربیت دیتا ہے، وہی اسے بتاتا ہے کہ اچھا کیا ہے اور برا کیا ہے۔ گویا کسی بھی قوم کو کوئی حکومت تربیت نہیں دیتی بلکہ ایک استاد تربیت دیتا ہے۔ دنیا کے بڑے بڑے بادشاہ جن کی گردن ہمہ وقت اکڑی رہتی تھی لیکن اپنے اساتذہ کے سامنے اُن کا سر جھکا رہتا تھا۔ آج اگر اہلِ مغرب ہم سے اس قدر آگے نکل گئے ہیں تو اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ استاد کا اصل مقام جانتے ہیں۔ اگر پبلک ٹرانسپورٹ میں کوئی سیٹ خالی نہ ہو، پھر بھی لوگ قوم کے استاد کے لیے سیٹ خالی کردیتے ہیں۔ عدالت میں استاد کی گواہی کو زیادہ مستند سمجھا جاتا ہے۔ امریکہ میں رواج ہے کہ جب کوئی طالب علم کامیابی حاصل کرتا ہے تو وہ اپنے استاد کو سلیوٹ کرتا ہے، بالکل ویسے جیسے ایک سپاہی اپنے افسر کو سلیوٹ کرتا ہے۔

تاریخ گواہ ہے کہ جب ہندوستان کی انگریز حکومت نے حضرت علامہ اقبالؒ کو سر کا خطاب دینے کا ارادہ کیا تو اقبالؒ کو وقت کے گورنر نے اپنے دفتر آنے کی دعوت دی۔ اقبال نے یہ خطاب لینے سے انکار کردیا۔ جس پر گورنر بے حد حیران ہوا۔ وجہ دریافت کی تو اقبالؒ نے فرمایا: ''میں صرف ایک صورت میں یہ خطاب وصول کرسکتا ہوں کہ پہلے میرے استاد مولوی میر حسنؒ کو ''شمس العلماء'' کا خطاب دیا جائے''۔

یہ سن کر انگریز گورنر نے کہا: ''ڈاکٹر صاحب! آپ کو تو ''سر'' کا خطاب اس لیے دیا جارہا ہے کہ آپ بہت بڑے شاعر ہیں۔ آپ نے کتابیں تخلیق کی ہیں، بڑے بڑے مقالات تخلیق کیے ہیں۔ بڑے بڑے نظریات تخلیق کیے ہیں۔لیکن آپ کے استاد مولوی میر حسن نے کیا تخلیق کیا ہے؟''

یہ سن کر علامہ اقبالؒ نے جواب دیا کہ، ''مولوی میر حسن نے اقبال تخلیق کیا ہے''۔

یہ سن کرانگریز گورنر نے مولوی میر حسن کو ''شمس العلماء'' کا خطاب دینے کا فیصلہ کرلیا۔اس پر علامہ صاحب نے مزید کہا کہ: ''میرے استاد کو خطاب دینے کے لیے یہاں سرکاری دفاتر میں نہ بلایا جائے ، بلکہ اُن کو یہ خطاب دینے کے لیے سرکاری تقریب کو سیالکوٹ میں منعقد کیا جائے ،یعنی میرے استاد کے گھر''۔اور پھر ایسا ہی کیا گیا۔

الغرض استاد کا مقام اور عظمت ہر شئے سے بلند ہے۔استاد کی توجہ اور تربیت کے بغیر کوئی بھی کام یابی کے سفر پر گامزن نہیں ہوسکتا۔اس لیے جو طلباء جس قدر اساتذہ کا ادب کریں گے وہ اتنی جلد کام یابی کی شاہراہ پر گامزن ہوں گے۔اساتذہ ہی قوم کا معمار ہوتے ہیں۔استاد بادشاہ تو نہیں ہوتا لیکن وہ بادشاہ گر ضرور ہوتا ہے۔استاد کی عزت کیوں نہ کی جائے استاد کی محنت کی وجہ سے انسان بلندیوں تک پہنچتا ہے اور حکمرانی کی گدی پر جلوہ نشین ہوتا ہے استاد ہی کی محنت کی وجہ سے وہ آسمانوں کی سیر کرتا ہے۔بغیر استاد کے انسان اس اندھے کی مانند ہے جو بغیر سہارے کے سفر میں نکل جاتا ہے۔اس لئے آج ٹیچرز کا عالمی دن مناتے ہوئے آئیں ان کی عظمت کو سلام کریں کیونکہ استاد کی عظمت میں زمانے کی عظمت ہے۔ہم سبھی کو چاہیے کہ استاد کی خدمت کو خراجِ تحسین پیش کریں کیونکہ استاد کے بنا ہم کچھ بھی نہیں بن سکتے ،ہمارے والدین تو ہمیں پیدا کرتے ہیں جبکہ ایک بہتر اور کامیاب انسان ہمیں صرف ایک استاد ہی بناتا ہے۔